فقہ حنبلی کی ادلہ اجتہاد

ندیم عباس*

ABSTRACT:

This paper presents a critique of Hambali school of thought which is one of the four important sects of the Muslims. This school of thought was founded by Imam Ahmed bin Hambal, who was a great scholar of Hadith and jurisprudence of his times. The Hambali school of thought, while deriving fundamental Islamic principles, relies on the direct source; here, the direct source means the Holy Qura'n and the Hadith, which, according to the Hambalis, also provide a foundational base to this school of thought. However, in the absence of clear indictment in the direct source, individual/group opinion) Qiyas (and general consensus) Ijma'a (are called forth respectively. Nonetheless, individual/group opinion is exercised only in rare cases. Other important sources in Hambali jurisprudence include Fatawa' Sehabah, Istashaab, Al-Masaleh-ul-Mursalah and sadde Zarae. Besides these sources, Hambali school of thought gives much importance to the scholarly judgments. In most cases, the scholarly judgments are considered self-sufficient for deriving principles of Fiqh. These scholarly judgments are documented in the volumes of Hambali jurisprudence such as Raozatun-Nazir, al-Mukhtasar fi Asoolul-Fiqh, Qawaidul-Asool and Mukhtasar Raozatun-Nazir, al-Mukhtasar.

Keywords: Holy Qura'n, Hadith, Qiyas, Ijma'a, Imanm Ahmed.

فقہ حنبلی اور امام احمد بن حنبلؒ

فقہ حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔آپ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا۔امام احمد بن حنبلؒ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے محدث بھی تھے۔حدیث میں آپ نے کتاب المسند لکھی جو حدیث کی معروف کتاب ہے۔امام احمد بن حنبلؒ بغداد میں رہتے تھے۔آپ کا حلقہ درس یہیں پر قائم ہوا اور یہیں سے فقہ حنبلی کا آغاز ہوا۔یہاں سے شام میں گیا اور پھر دیگر جگہوں پر پھیل گیا۔مشہور محقق علامہ احمد تیمور پاشا کہتے ہیں فقہ حنبلی کو اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی جتنی مقبولیت دیگر مذاہب کو حاصل ہوئی۔(۱)

امام شافعیؒ جب بغداد سے مصر جا رہے تھے اس وقت فرمایا میں مصر جا رہا ہوں اور میں نے بغداد میں احمد بن حنبلؒ سے

* پی ایچ ڈی اسکالر، نمل، یونیورسٹی، اسلام آباد برقی پتا: Nab514@gmail.com
تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۵/۸/۱۷ء

بڑا کوئی متقی اور فقیہ نہیں دیکھا۔امام شافعیؒ جیسے بڑے فقیہ و امام کا آپ کے بارے میں اس طرح سے اظہار خیال کرنا اور آپ کے علم کا اعتراف کرنا یہ بتاتا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ فقہ وتقوی میں بلند مقام حاصل کر چکے تھے۔(۲)

امام احمد بن حنبلؒ کے اساتذہ میں بڑا نام ہاشم بن بشر الواسل کا ہے۔ان سے امام احمدؒ نے چار سال پڑھا۔شاگرد: آپ کے شاگردوں میں صالح بن احمد بن حنبل اور عبداللہ بن احمد بن حنبل جو دونوں آپ کے فرزند ہیں اور دونوں بہت بڑے فقیہ تھے۔(۳)

امام احمد بن حنبلؒ نے مختلف اسلامی فنون میں کافی کتابیں لکھیں مشہور کتاب شناس ابن ندیم نے اپنی مشہور کتاب الفہرست میں امام احمد بن حنبلؒ کی مندرجہ ذیل اہم کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۔کتاب العلل ۲۔کتاب التفسیر ۳۔کتاب الناسخ و المنسوخ ۴۔کتاب المسائل ۵۔کتاب الفضائل ۶۔کتاب الفرائض ۷۔کتاب المناسک ۸۔کتاب الایمان ۹۔کتاب الاشربہ ۱۰۔کتاب اطاعۃ الرسول ۱۱۔کتاب المسند جس میں چالیس ہزار احادیث ہیں۔(۴)

ادلہ اجتہاد

الدلیل الاول: نصوص

امام احمد بن حنبلؒ کو جب نص مل جاتی تھی اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کے مطابق فتوی دیتے تھے اور کہتے نص کے مقابل کسی دلیل کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ نص کے مطابق عمل ہوگا نص پر اقوال صحابہ اور اجماع کو فوقیت نہیں دی جائے گی بلکہ نص ان پر مقدم ہوگی۔امام صاحب کی نص سے مراد قرآن وسنت ہیں۔(۵)

ہم باری باری ان دونوں کو علما کی آراء کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

۱۔قرآن

حنبلی علما نے قرآن کی تعریف مندرجہ ذیل کی ہے:

اللہ تعالی کا وہ کلام جسے نبی اکرمؐ پر بطور معجزہ سورتوں کی شکل میں نازل ہوا جس کی تلاوت عبادت ہے۔(۶)

قرآن وہ کتاب ہے جو مصحف میں موجود ہے اور ہم تک بذریعہ تواتر نقل ہوئی ہے۔(۷)

ان تعریفوں کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ حنبلی علما کی رائے میں قرآن نقل متواتر کے ذریعے سے نازل ہوا ہے اور قیامت تک کے لیے ایک معجزہ کی حیثیت سے ہمارے پاس موجود رہے گا۔

علامہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ قرآن تمام دلیلوں کی اصل ہے یعنی تمام دلیلوں کی بنیاد قرآن مجید پر ہے۔(۸)

مشہور محقق ڈاکٹر عبدالکریم النملہ کے مطابق قرآن تمام دلیلوں کی بنیاد ہے۔اگر باریکی کے ساتھ تحقیق کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ احکام تمام کے تمام اللہ کی طرف سے ہی ہوتے ہیں۔رسول اللہ بھی جو حکم شرعی بتاتے ہیں اصل میں

وہ تمام کے تمام اللہ تعالی کی طرف سے ہی ہوتے ہیں اور اجماع کی بازگشت بھی سنت کی طرف ہوتی ہے اور سنت حکم خدا کی طرف پلٹ جاتی ہے قیاس بھی انہی کی طرف پلٹتا ہے کیونکہ حرام فقط وہی ہے جسے اللہ تعالی حرم کرے اور حلال وہی ہے جسے اللہ حلال کرے۔(۹)

امام ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں کہ قرآن شریعت اسلامی کے لیے ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ احکام اسلامی کا سرچشمہ ہے۔ یہ ایسے احکام اسلامی کا مجموعہ ہے جو زمان ومکان کی تبدیلی سے نہیں بدلتے یہ تمام انسانوں کے لیے ہیں ایسا نہیں ہے کہ ایک فریق کے لیے کچھ اور ہوں اور دوسرے فریق کے لیے کچھ اور ہوں اس میں احکام اور عقیدہ کو بیان کیا گیا ہے ابوزہرہ کے مطابق امام احمد نے اپنے اصول مذہب بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلی اصل نصوص ہیں اور اس سے مراد قرآن اور سنت ہیں یعنی قرآن وسنت کو ایک ہی درجے پر قرار دیا بیان احکام میں دونوں برابر ہیں امام احمدؒ اس رائے پر زور دیتے ہیں کہ سنت قرآن کی تفسیر کرنے والی ہے(۱۰)۔ علما کی آراء کی روشنی میں یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ فقہ حنبلی میں قرآن بنیادی ماخذ شریعت ہے اور شرعی احکام کے حصول کے لیے فقیہ سب سے پہلے قرآن کی طرف ہی رجوع کرے گا۔

ب۔سنت

حنبلی علما نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سنت کی تعریف کی ہے۔

نبی اکرمؐ کا قول، فعل اور تقریر جو قرآن کے علاوہ ہے اور امور طبعیہ میں سے نہیں ہے۔(۱۱)

ہر وہ عمل جس کے بارے میں نبی اکرمؐ فرما دیں یا اس کو انجام دے دیں یا کسی فعل کو قبول کرلیں۔(۱۲)

قول، فعل اور تقریر کی صورت میں جو بھی نبی اکرمؐ سے نقل ہوا ہو وہ سنت ہے۔(۱۳)

ان تمام تعریفوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو سب کی بازگشت اس بات کی طرف ہے کہ نبی مکرمؐ کا فرمان ان کا عمل اور ان کی تقریر سب حجت ہیں پہلی تعریف میں امور عادیہ کو سنت سے خارج کیا گیا ہے امور عادیہ سنت میں داخل نہیں ہیں۔

ابن قیم لکھتے ہیں کہ سنت میں سے جو قرآن سے زائد ہے وہ نبی کریمؐ کی تشریع ہے۔ اس کی اطاعت فرض ہے، اس کی معصیت جائز نہیں ہے، ایسا کرنا سنت کو قرآن پر مقدم کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالی نے نبی کریمؐ کی اطاعت کا جو حکم دیا ہے، اسے بجالانا ہے اگر نبی کریمؐ کی قرآن سے زائد سنت کی اطاعت نہ کی جائے تو آپؐ کی اطاعت کا کوئی معنی نہیں رہے گا اور آپؐ کی مخصوص اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے وہ ساقط ہو جائے گا۔(۱۴)

مشہور محقق الترکی لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ قرآن وسنت کو ایک درجے کی دلیلیں سمجھتے ہیں اور سنت کو قرآن کی تفسیر کرنے والی قرار دیتے ہیں، تمام دلیلوں کی بازگشت قرآن کی طرف ہے، سب کی حجیت کا دارومدار قرآن پر ہے اجماع کی بازگشت سنت کی طرف ہوتی ہے اور سنت کی بازگشت قرآن کی طرف ہوتی ہے اس طرح ہر لحاظ سے شریعت کا مرکز اور بنیادی دلیل قرآن قرار پاتا ہے۔(۱۵)

امام شاطبی نے لکھا ہے کہ سنت کتاب کی قضاوت کرنے والی ہے، کتاب سنت کی قضاوت نہیں کرتی کیونکہ قرآن میں دو یا دو سے زیادہ امور کا احتمال ہوتا ہے جبکہ سنت کسی ایک کا تعین کرتی ہے پس سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا مقتضی قرآن کو چھوڑ دیا جائے گا۔سنت قرآنی مطلق کی تقیید کرتی ہے اس کے عام کو خاص کرتی ہے،سنت قرآن کو اس کے ظاہری معنی سے ہٹا دیتی ہے جیسے قرآن میں ہر چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے جبکہ سنت نے اسے نصاب سے مخصوص کیا ہے جیسے قرآن نے بظاہر تمام اموال سے زکوۃ کا حکم دیا ہے جبکہ سنت نے اسے مخصوص اموال تک محدود کیا ہے۔ایسی بہت ساری مثالیں ہیں جہاں ظاہر کتاب کو ترک کر کے سنت کو مقدم کیا گیا ہے اسی لیے قرآن سے استنباط کرتے ہوئے سنت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے کیونکہ سنت قرآن کی متمم اور مبین ہے۔(۱۶)

امام احمدؒ بن حنبل یہ سمجھتے ہیں کہ سنت قرآن کریم کی بیان کرنے والی ہے،آپ مقام عمل میں قرآن و سنت میں فرق نہیں کرتے،اسی وجہ سے جب ابن قیم نے اجمالی طور پر ان اصولوں کا ذکر کیا جن پر امام صاحب کے فتاوی کی بنیاد ہے تو اصل اول میں نصوص کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے جب نص موجود ہو گی تو اس کے مطابق فتوی دیا جائے گا اور جو بھی اس کی مخالفت کرے گا اس کی پرواہ نہیں کی جائے گی اور نص سے مراد قرآن و سنت ہیں۔(۱۷)

ڈاکٹر عبدالکریم نملہ نے کافی تحقیق کے بعد اس بات کو لکھا ہے کہ وہ سبب جس کے ذریعے حکم شرعی کا پتہ چلتا ہے وہ صرف سنت ہی ہے کیونکہ قرآن کا علم بھی نبی اکرمؐ کی زبانِ حق سے چلتا ہے اسی طرح اجماع اور قیاس کی بازگشت بھی سنت کی طرف ہی ہوتی ہے۔(۱۸)

ان تمام آراء کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علمائے حنابلہ کی رائے میں نبی اکرمؐ کی سنت حجت ہے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے گا اور یہ قرآن کی تشریح کرنے والی ہے سنت کے ذریعے ہی قرآن کے درست مفہوم کا پتہ چلتا ہے اس لیے قرآن کو بھی سنت کے ذریعے ہی سمجھا جاتا ہے اس سے سنت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

الدلیل الثانی:

اجماع: امت محمدؐ کے کسی زمانے کے علما کا کسی حکم شرعی پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔(۱۹)

کسی بھی نئے حکم پر کسی زمانے کے علما کا اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔(۲۰)

امت محمدؐ کے تمام مجتہدین کا آپؐ کی وفات کے بعد کے زمانے میں کسی عملی حکم شرعی پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔(۲۱)

ان تمام تعریفوں پر غور کیا جائے تو سب کی بازگشت اسی مطلب کی طرف نظر آتی ہے کہ نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد کسی بھی شرعی مسئلہ میں مجتہدین کا کسی ایک رائے پر اتفاق کر لینا اجماع کہلائے گا یہاں پر حکم شرعی کی قید لگائی گئی ہے یعنی ہر مسئلہ میں اتفاق اجماع میں داخل نہ ہو گا بلکہ صرف حکم شرعی پر کیا گیا اتفاق ہی اجماع کہلائے گا اور یہ اتفاق بھی مجتہدین کا

ہونا چاہیے عام آدمی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک اجماع مُسلّمہ طور حجت ہے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔(۲۲)

علامہ ابن اللحام حنبلی لکھتے ہیں کہ اجماع کو تمام امت نے قبول کیا ہے سوائے نظام کے، وہ اسے قبول نہیں کرتے اس کا انکار کرتے ہیں۔(۲۳)

علامہ ابن النجار کہتے ہیں کہ اجماع دلیل شرعی کی بنیاد پر حجت ہے ائمہ اعلام کا یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔(۲۴)

علامہ ابن المفلح المقدسی کہتے ہیں کہ اجماع یقینی طور پر حجت رکھتا ہے امام احمدؒ نے اس پر نص کی ہے کہ اجماع حجت ہے اجماع حجت شرعی رکھتا ہے۔(۲۵)

حنبلی علما کی ان آراء سے پتہ چلتا ہے کہ فقہ حنبلی میں اجماع کو ایک بنیادی ماخذ شریعت کی حیثیت سے قبول کیا جاتا ہے اور دیگر اسلامی مذاہب کی طرح فقہ حنبلی میں بھی استنباط احکام کے لیے فقہاء اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

الدلیل الثالث: قیاس

اصل کے حکم سے حاصل شدہ علت میں اصل اور فرع کا برابر ہونا قیاس کہلاتا ہے۔(۲۶)

اصل اور فرع کے درمیان قدر مشترک کی وجہ سے فرع کو اصل پر حمل کرنا قیاس کہلاتا ہے۔(۲۷)

اصل جیسے حکم کو فرع میں ثابت کرنا کیونکہ ان دونوں کی علت جو حکم کو ثابت کر رہی ہوتی ہے وہ قیاس کرنے والے کے نزدیک مشترک ہوتی ہے۔(۲۸)

ان تمام تعریفوں کی روشنی یہ بات سامنے آتی ہے کہ قیاس میں بنیادی طور پر علت کے مشترک ہونے کی وجہ سے اصل کے لیے ثابت حکم شرعی کو فرع کے لیے ثابت کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ اور ابن قیم کے مطابق جب آپ کے پاس کوئی نص نہ ہو اور کوئی قول صحابی بھی دسترس میں نہ ہو اثر مرسل اور ضعیف بھی نہ ملتا ہو تو قیاس کی طرف جاتے ہیں اور اس کو صرف ضرورت کے وقت ہی استعمال کرتے تھے(۲۹)۔مشہور حنبلی عالم ابن اللحام نے دلیلیں بیان کرتے ہوئے ابتدائی طور پر چار بنیادی دلیلوں کا ذکر کیا ہے، قرآن، وہ سنت جو اللہ کے حکم کی خبر دے رہی ہو، اجماع جس کی نسبت قرآن وسنت کی طرف ہو اور وہ قیاس جو قرآن و سنت سے مستنبط ہو۔(۳۰)

علما کی ان آراء سے پتہ چلتا ہے کہ فقہ حنبلی میں قیاس سے بوقت ضرورت ہی استفادہ کیا جاتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ جب قرآن، حدیث یا اقوال صحابہؓ سے اس مسئلہ کا حل نہ مل رہا ہو اور کوشش یہ کی جاتی ہے کہ مقام فتوی میں قرآن، حدیث اور اثر صحابی تک محدود رہا جائے۔

الدلیل الرابع: صحابہ کے فتاوی

علامہ ابن قدامہ اور ابن قیم کی لکھتے ہیں کہ جب صحابہ کرام میں سے کسی کا فتوی مل جائے اور اس کا کوئی مخالف بھی نہ ہوتو اسی کو قبول کیا جائے گا اسی لیے جب امام احمدؒ کو ابن عباس اور ابن زبیر کا کوئی قول مل جاتا تو اس پر عمل کرتے تھے اور ان پر کسی بھی طرح سے اپنی رائے کو مقدم نہیں کرتے تھے۔(۳۱)

جب صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہو جاتا تو ان کی رائے کو اختیار فرماتے جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہوتی اور اقوال اصحاب سے باہر نہیں جاتے تھے جب صحابہ کے اقوال میں سے کسی قول کے بارے میں موافقت نہیں پاتے تھے تو اختلاف کو بیان فرما دیتے تھے اور کسی ایک قول کو جزماً و یقیناً اختیار نہیں فرماتے تھے۔(۳۲)

فقہ حنبلی میں فتوی صحابی کو خاص اہمیت دی جاتی ہیں اور جب صحابہ کرام کا کوئی فتوی مل جائے اور اس پر ان کا اتفاق ہوتو اس کا اختیار کر لیا جاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

حنبلی علما نے مختلف ادلہ اجتہاد کی تعداد کو مختلف ذکر کیا ہے ہم اس بارے میں چند حنبلی علما کی آراء کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مشہور محقق شیخ بدران نے امام احمد کے اصول مذہب کی تعداد پانچ بتائی ہے(۳۳)۔مشہور محقق استاد ڈاکٹر محمد ابراہیم حفناوی نے امام احمد کی ادلہ کو مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے قرآن، سنت، فتاوی صحابہ، اجماع، قیاس، استصحاب، المصالح المرسلہ، سد ذرائع (۳۴)۔ڈاکٹر عبدالکریم النملہ نے امام صاحب کی ادلہ کی تعداد آٹھ بتائی ہے جن میں سے چار متفق ادلہ اجتہاد ہیں اور چار اختلافی ہیں متفقہ ادلہ اجتہاد یہ ہیں۔

۱۔کتاب ۲۔سنت ۳۔اجماع ۴۔عقل

اختلافی ادلہ اجتہاد: ۱۔قول صحابی ۲۔پہلی شریعتیں ۳۔استحسان ۴۔مصالح مرسلہ

ان کی رائے میں قیاس اصول میں سے نہیں ہے۔اس کی علت یہ ہے کہ یہ فقط ظن کا فائدہ دیتا ہے۔امام الحرمین، غزالی اور علما کے ایک گروہ کی یہی رائے ہے۔(۳۵)

ڈاکٹر عبدالکریم النملہ کی تحقیق حقیقت کے زیادہ قریب لگتی ہے اور ان کی یہ تقسیم کہ چار ادلہ پر تمام حنبلی علما کا اتفاق ہے اور اور چار کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے یہ محقّق اور ادق بات ہے۔

ادلہ اجتہاد میں فقہ حنبلی کی امتیازی آراء:

(۱) تمام مسالک کی رائے یہ ہے کہ استنباط احکام کے لیے قرآن کا مرتبہ پہلا ہے اور اس کے بعد سنت کا مقام ہے۔ حنفی اور مالکی علما کی رائے تو بہت واضح ہے وہ سنت آحاد سے حاصل احکام کو قرآن کے مطابق دیکھتے ہیں اگر قرآن کے مطابق ہوتو ٹھیک ہے اس کے مطابق نہ ہوں تو ان کو ترک کر دیتے ہیں۔شوافع سنت کو قرآن کا بیان قرار دیتے ہیں۔امام

شافعیؒ استدلال میں سنت کو قرآن کا بیان قرار دیتے ہیں اگر چہ ان کے ہاں پہلا مرتبہ قرآن کو حاصل ہے۔امام ابوزہرہ کی تحقیق کے مطابق امام احمدؒ کے ہاں نصوص کا مرتبہ ایک ہی ہے احکام کو بیان کرنے میں قرآن کی نصوص کو سنت کی نصوص پر کوئی تقدم نہیں ہے۔(۳۶)

امام احمدؒ کے نزدیک قرآن وسنت کی نصوص کا ایک مقام ہے، وہ قرآن کو سنت یا سنت کو قرآن پر مقدم نہیں کرتے جب تک احادیث صحیحہ ہوں وہ انہیں اور قرآن کو ایک ہی مرتبہ پر سمجھتے ہیں۔امام احمدؒ کے نزدیک سنت قرآن کے لیے بیان ہے جب ظاہر قرآن سنت کے خلاف ہو تو امام احمدؒ سنت کو رد نہیں کرتے اور اسی طرح بیان احکام نصوص قرآن کو نصوص سنت پر مقدم نہیں کرتے اگر چہ نصوص قرآن اس اعتبار سے نصوص سنت پر مقدم ہیں کہ سنت کی حجیت قرآن سے ثابت ہے۔

امام احمدؒ یہ فرض نہیں کرتے کہ ظاہر قران کا سنت سے تعارض ہو جائے کیونکہ ظاہر قرآن کو سنت پر حمل کیا جائے گا، سنت قرآن کو بیان کرنے والی ہے امام احمدؒ ابن حنبل نے ان لوگوں کی رد میں کتاب لکھی جو ظاہر قرآن کو لے لیتے ہیں اور سنت کو ترک کر دیتے ہیں۔

(۲) حدیث مرسل اور حدیث ضعیف سے احکام کو اخذ کرنا، جب پہلی تمام دلیلوں میں سے کوئی دلیل نہیں ہوتی تھی تو امام احمدؒ اس اصل کی طرف رجوع کرتے تھے آپ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح دیتے تھے ان کے ہاں ضعیف کے مراتب ہیں جب کوئی اثر نہ ملے اور اس حدیث کے خلاف اجماع بھی نہ ہو تو آپ اسے قیاس پر مقدم کرتے تھے۔(۳۷)

امام احمدؒ کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل کیا جا سکتا ہے اور حدیث ضعیف پر عمل کرنا قیاس پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں صحت کا احتمال ہوتا ہے۔(۳۸)

(۳) امام احمدؒ نے اجماع کو بطور دلیل تو مانا مگر اجماع کے واقع ہونے کے بارے میں ان سے یہ روایت بھی مروی ہے۔

جس نے اجماع کا دعوی کیا وہ جھوٹا ہے۔(۳۹)

جہاں تک علمائے حنابلہ کی بات ہے تو وہ اجماع کے قائل ہیں

(۴) امام احمد بن حنبلؒ ضعیف اور مرسل حدیث کو بھی رائے اور قیاس پر مقدم کرتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ ضرورت کے علاوہ قیاس درست نہیں ہے۔(۴۰)

فقہ حنبلی کی اصول فقہ کی کتب

۱۔روضۃ الناظر: کتاب کا پورا نام روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذھب الامام احمد بن حنبل ہے اسے امام علامہ موفق الدین ابی محمد عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی متوفی ۶۲۰ھ نے تالیف کیا۔

ابن بدران کہتے ہیں کہ جو فقہ حنبلی کے اصول کو جاننا چاہتا ہے یہ کتاب اس کے لیے سب سے بہترین کتاب ہے روضۃ الناظر کو علم اصول میں وہی مقام حاصل ہے جو فقہ میں المقنع کو حاصل ہے۔

یہ کتاب مطبعہ سلفیہ قاھرہ سے ۱۳۷۸ھ میں اور جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ سے ۱۳۹۷ھ میں ابن قدامۃ وآثارہ الاصولیۃ کے نام سے ڈاکٹر عبدالعزیز کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں چھپی ہے مکتبہ الرشد ریاض نے اسے عبدالکریم النملہ کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں طبع کیا ہے۔(۴۱)

روضۃ الناظر پر لکھی گئی شروحات:

۱۔ **نزھۃ الخاطر العاطر شرح روضۃ الناظر** اسے شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفیٰ بدران نے تالیف کیا یہ دو جلدوں میں مکتبہ سلفیہ مصر سے چھپ چکی ہے۔

۲۔ **مذکرۃ اصول الفقہ علی روضۃ الناظر** اسے علامہ محمد امین بن مختار الشنقیطی نے تالیف کیا ہے اسے مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ نے طبع کیا ہے۔

۳۔ **اتحاف ذوی البصائر بشرح روضۃ الناظر** اسے ڈاکٹر عبدالکریم النملہ نے تالیف فرمایا ہے اسے دار العاصمہ ریاض نے ۱۴۱۷ھ میں آٹھ جلدوں میں تالیف کیا ہے۔

مختصرات علی روضۃ الناظر:

۱۔ **کتاب البلبل فی اصول الفقہ:** اسے نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الطّوفی نے تالیف کیا ہے۔(۴۲)

۲۔ **مختصر الروضۃ:** اسے شیخ محمد بن ابی الفتح بن ابی الفضل البعلی نے تالیف کیا ہے یہ مخطوط شکل میں جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔(۴۳)

۲۔ **المختصر فی اصول الفقہ علی مذھب الامام احمد بن حنبل:** اسے شیخ محمد بن علی بن عباس بن شعبان البعلی الدمشقی الحنبلی علاء الدین ابوالحسن جو کہ ابن اللحام کے نام سے معروف ہیں نے تالیف کیا آپ ۸۰۳ھ کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ یہ سب سے پہلے دارلفکر دمشق سے ڈاکٹر مظہر بقا کی تحقیق، حواشی اور فہارس کے ساتھ سن ۱۴۰۰ھ میں طبع ہوئی۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ اصول الفقہ مختصر متن ہے جس میں مسائل اصولی کو اعجاز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یہ صرف اصولی ابحاث پر مشتمل ہے اس میں عقلی تعلیلات نہیں ہیں اس میں ان شرعی ادلہ کو بھی ذکر نہیں کیا گیا جن کی ضرورت صرف ان علما کو ہوتی ہے جو علم اصول میں متخصص ہوتے ہیں اس کی ترتیب بہت اچھی اور جدید ہے اس سے استفادہ کرنا آسان ہے اور تحقیق کرنے والا بغیر کسی مشکل کے اس سے مطالب کو تلاش کر لیتا ہے۔

شیخ تقی الدین ابوبکر بن زید الجراعی المقدسی متوفی ۸۸۳ھ نے اس کی شرح لکھی مدینہ یونیورسٹی کے شعبہ اصول فقہ کے شیخ عبدالعزیز بن محمد بن عیسی بن القایدی نے اپنے ماسٹر کے تھیسز میں اس پر تحقیق کی ہے۔(۴۴)

۳۔قواعد الاصول ومعاقد الفصول تحقیق الامل فی علمی الاصول والجدل

اسے شیخ صفی الدین عبدالمؤمن بن عبدالحی بن عبداللہ بن علی القطیعی متوفی ۷۳۹ھ نے تالیف کیا آپ بغداد کے رہنے والے تھے بنیادی طور پر مصنف نے اسے کتاب تحقیق الامل فی علمی الاصول والجدل سے مختصر کیا ہے اس لیے اس میں مسائل اصول الفقہ کو مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے اس میں دلائل ذکر نہیں کیے گئے اس میں اصول الفقہ کے ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن کی ضرورت ہوتی ہے۔

علامہ بدران نے لکھا ہے کہ آپ بہت بڑے فقیہ اور صاحب فن شخصیت تھے (۴۵)۔علامہ شیخ جمال الدین قاسمی کہتے ہیں ہم نے اس کتاب پر غور فکر کیا یہاں تک کہ ہم دیکھا اس غور وفکر کے نتیجے میں بہت سے اصولی مباحث حل ہو گئے مصنف نے بہترین انداز میں علمی مباحث کو بیان کیا ہے آپ خود طلبا کو پڑھاتے بھی تھے۔

یہ ان کتاب خانوں سے چھپ چکی ہے۔ا۔ یہ مکتبہ سلفیہ مصر سے چھپی اس پر سن اشاعت نہیں تھا۔۲۔اسے ۱۴۰۶ھ میں عالم الکتب بیروت نے طبع کیا۔۳۔ یہ علی بن عباس الحکیمی کی تحقیق کے ساتھ ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ کی طرف سے ۱۴۰۹ھ میں چھپی۔۴۔اسے دارالمعارف مصر نے طبع کیا اس طبع کی خاص بات یہ تھی کہ اس وقت کتاب کی تصحیح اور تحقیق شیخ احمد بن شاکر اور علی محمد شاکر نے کی۔(۴۶)

۴۔مختصر روضۃ الناظر

یہ بلبل اصول الفقہ کے نام سے معروف ہے اسے علامہ شیخ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الطّوفی الحنبلی متوفی ۷۱۶ھ نے تالیف کیا۔

اسے ۱۳۸۳ھ کو مؤسسۃ النور للطباعۃ والنشر والتجلید ریاض نے طبع کیا پھر اسی کو مکتبہ امام شافعی ریاض نے ۱۴۱۰ھ میں طبع کیا۔

مصنف نے اسے ابن قدامہ کی مشہور کتاب روضۃ الناظر کی تلخیص کی ہے اور اس میں کچھ اضافے کیے ہیں جس سے مطالب اور معانی کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے حالانکہ اس کے الفاظ کم ہیں اور اس میں روضۃ الناظر کی ترتیب کو بھی بعض جگہوں پر تبدیل کر دیا گیا ہے اس کا تذکرۃ مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں کیا ہے اس میں فن اصول پر تحقیق کی گئی ہے اور اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف علم اصول الفقہ کے ماہر تھے اس لیے انہوں نے اصول فقہ کے بہترین اور ضروری مطالب کو جمع کر دیا ہے اس کی عبارت اتنی آسان ہے کہ اس سے مطالب خود بخود اذہان میں منتقل ہو جاتے ہیں۔شیخ عبدالقادر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب دلائل پر مشتمل انتہائی دقیق کتاب ہے خود مؤلف نے اس کی دو جلدوں میں شرح بھی کی ہے اس فن اصول فقہ پر انتہائی اعلی تحقیق کی گئی ہے یہ علم اصول میں کی گئی تحقیقات میں فائدہ مند ترین تحقیق ہے اس کی عبارت آسان ہے جو آرام سے دماغ میں اتر جاتی ہے۔(۴۷)

یہ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن کی تحقیق کے ساتھ مؤسسہ الرسالہ سے ۱۴۱۰ھ میں چھپ چکی ہے اس کی تین ضخیم جلدیں ہیں اس کی پہلی جلد شیخ ڈاکٹر ابراھیم عبداللہ بن آل ابراھیم کی تحقیق کے ساتھ مطبع شرق الاوسط سے چھپ چکی ہے جس میں شروع کتاب سے مسئلہ ظاہر تک کی تحقیق کی گئی ہے یہ اصل میں ام القری یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے اس کے دوسرے جز کی تحقیق ڈاکٹر بابا بن بابا آدو نے کی ہے جو نسخ تک ہے یہ بھی اصل میں ام القری یونیورسٹی سے کی گئی ایک ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے۔اس کی شرح شیخ علاء الدین علی بن محمد الکنانی العسقلانی الحنبلی متوفی ۷۷۶ھ نے لکھی ہے اور اس کا نام شقائق الروضۃ الناظر سواد عین الباصر ہے یہ ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی اس کا ایک خطی نسخہ جامعہ الازہر کے کتاب خانہ میں اصول الفقہ کے حصہ میں ۲۸۳ نمبر پر موجود ہے اور اسی طرح جامعہ ام القری کے کتاب خانے میں شعبہ اصول میں ۲۷ نمبر پر موجود ہے۔(۴۸)۔

خلاصہ بحث

فقہ حنبلی میں منقولات کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے بطور نص قرآن اور سنت دونوں برابر ہیں اور سنت قرآن کی تشریح تعیین اور وضاحت کرنے والی ہے۔ فتاوی صحابہ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور جب کوئی فتوی میسر آجائے تو اسی کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔صحابہ میں کسی مسئلہ پر اختلاف کی صورت میں اس رائے کو اخذ کیا جاتا ہے جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہو۔اجماع اور قیاس سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے مگر قیاس سے صرف اسی صورت میں استدلال کیا جائے گا جب قرآن،سنت اور فتاوی صحابہ میں درپیش مسئلہ کا حل نہ ملے۔ان کے ساتھ ساتھ استصحاب،قول صحابی،پہلی شریعتیں،استحسان اور مصالح مرسلہ کو بھی بطور دلیل اجتہاد قبول کیا جاتا ہے۔فقہ حنبلی میں منقول کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اس لیے ضعیف اور مرسل حدیث کو قیاس پر مقدم کیا جاتا ہے۔

مراجع وحواشی

۱۔ باشا،علامہ احمد تیمور۔(۱۹۹۰)۔المذاھب الفقھیہ الاربعہ،ط/۱۔بیروت:دارالقاری۔ص۸۱

۲۔ الحفناوی،محمد ابراہیم۔(۲۰۰۹)۔مصطلحات الفقھاء والاصولیین۔ط/۳۔قاھرہ:دارالسلام للطباعۃ والنشر والتوزیع والترجمہ۔ص۱۷۷

۳۔ ایضاً

۴۔ ابن ندیم۔(۱۹۹۰)۔الفہرست۔مترجم اسحٰق بھٹی۔طبع دوم۔لاہور:ادارۃ ثقافت اسلامیہ۔ص۵۳۷

۵۔ الجوزی،ابن القیم شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر۔(س۔ن)۔اعلام الموقعین عن رب العالمین۔بیروت:دارالکتب العلمیہ۔ص۱/۳۰؛ابن قدامہ،موفق الدین عبداللہ بن احمد بن مقدسی۔(۱۹۸۱)۔روضۃ الناظر و بھجۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذھب الامام احمد بن حنبل۔ط/۱،بیروت:دارالکتب العلمیہ۔ص۳۳؛ابوزہرہ محمد۔(س۔ن)۔ابن حنبل حیاتہ وعصرہ

وآراۂ۔قاہرہ: دارالفکر العرب۔ص۱۹۲

۶۔ ابن اللحام، علی بن محمد بن علی بن عباس بن شیبان البغلی الدمشقی الحنبلی۔(۱۹۸۰)۔المختصر فی اصول الفقہ علی مذھب الامام احمد بن حنبل۔دمشق: دارالفکر۔ص۸۰

۷۔ النملہ، عبدالکریم بن علی بن محمد۔(۲۰۰۸)۔اتحاف ذوی البصائر بشرح روضۃ الناظر فی اصول الفقہ للامام احمد بن حنبل۔ط/۵۔ ریاض: مکتبۃ الرشد ناشرون۔ص۲/۳۰۱

۸۔ ابن قدامہ۔بحوالہ بالا

۹۔ النملہ۔بحوالہ بالا۔ص۲/۲۹۲،۲۹۳

۱۰۔ ابوزہرہ، محمد۔بحوالہ بالا

۱۱۔ الترکی، عبداللہ بن عبدالمحسن۔(۱۹۹۶)، اصول مذھب الامام احمد دراسۃ اصولیۃ مقارنۃ۔ط۴۔بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ۔ص۲۱۸

۱۲۔ بدران، عبدالقادر دمشقی۔(۱۹۸۱)۔المدخل الی مذھب الامام احمد بن حنبل۔ط/۲۔تحقیق ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی۔دمشق: مؤسسہ الرسالۃ۔ص۱۹۹

۱۳۔ ابن اللحام۔بحوالہ بالا۔ص۴۷

۱۴۔ الجوزی، ابن القیم۔بحوالہ بالا۔ص۲/ ۳۰۹؛ الترکی۔بحوالہ بالا۔ص۲۲۷

۱۵۔ الترکی۔بحوالہ بالا۔ص۱۰۵ ۱۶۔ ایضاً۔ص۲۶،۲۳۵

۱۷۔ ایضاً۔ص۲۴۱ ۱۸۔ النملہ۔بحوالہ بالا۔ص۲/۲۹۴

۱۹۔ ابن قدامہ۔بحوالہ بالا۔ص۶۷

۲۰۔ ابن مفلح، شمس الدین محمد بن المقدسی الحنبلی۔(۱۹۹۹)۔اصول الفقہ۔ط/۱۔تحقیق فھد بن محمد السدحان۔اصول الفقہ۔ریاض: مکتبہ العبیکان۔ص۲/ ۳۴۷

۲۱۔ ابن المنذر، الاجماع للامام ابن المنذر (۱۹۹۱)، تحقیق دکتور فواد عبدالمنعم احمد، الاسکندریہ: مؤسسہ شباب الجامعہ۔ص۱۸

۲۲۔ ابن قدامہ۔بحوالہ بالا۔ص۶۷

۲۳۔ ابن اللحام۔بحوالہ بالا۔ص۴۷

۲۴۔ ابن النجار، علامہ شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی (۱۹۹۳)۔تحقیق دکتور محمد الزحیلی۔شرح الکواکب المنیر المسمی بمختصر التحریر۔ریاض: مکتبہ العتیکان۔ص۲/۲۴۱

۲۵۔ ابن مفلح۔بحوالہ بالا۔ص۲/۳۷۱

۲۶۔ الترکی۔بحوالہ بالا۔ص۶۱۲

۲۷۔ ابن اللحام۔بحوالہ بالا۔ص۱۴۲؛ ابن قدامہ۔بحوالہ بالا۔ص۱۴۵

۲۸۔ النملہ، عبدالکریم بن علی بن محمد۔(۲۰۰۰)۔الجامع لمسائل الاصول الفقہ وتطبیقھا علی المذھب الراجح۔ط/۱۔ریاض: مکتبۃ الرشد للنشر و التوضیح۔ص۳۳۱؛ النملہ۔اتحاف ذوی البصائر۔بحوالہ بالا۔ص۷/ ۲۸

۲۹۔ الجوزی، ابن القیم۔بحوالہ بالا۔ص۱/۳۲؛ ابن قدامہ۔بحوالہ بالا۔ص۶۷ تا ۶۰؛ بوزہرہ۔بحوالہ بالا۔ص۲۴۴

۳۰۔ ابن اللحام۔بحوالہ بالا۔ص۷۰

۳۱۔ ابن قدامہ۔بحوالہ بالا۔ص۴۶؛ ابوزہرہ۔بحوالہ بالا۔ص۲۲۳؛ الجوزی۔بحوالہ بالا۔ص۱/۳۰

۳۲۔ الجوزی،ابن القیم۔بحوالہ بالا۔ص ۱/۳۱

۳۳۔ بدران۔بحوالہ بالا۔ص ۱۱۳،۱۱۹

۳۴۔ الحفناوی۔بحوالہ بالا۔ص ۱۷۹

۳۵۔ النملہ۔بحوالہ بالا۔ص ۲/۶۱۴۔۶۱۳

۳۶۔ ابوزہرہ۔بحوالہ بالا۔ص ۱۹۲

۳۷۔ الجوزی،ابن القیم۔بحوالہ بالا۔ص ۱/۳۲؛ابن قدامہ۔بحوالہ بالا۔ص ۶۰ تا ۶۷؛ابوزہرہ۔بحوالہ بالا۔۲۴۴

۳۸۔ الحفناوی۔بحوالہ بالا۔ص ۱۸۰

۳۹۔ ایضاً،ص ۱۷۹

۴۰۔ الترکی۔بحوالہ بالا۔ص ۲۲۶

۴۱۔ عبدالعزیز،عبدالعزیز بن ابراھیم بن قاسم۔(۲۰۰۰)۔الدلیل الی المتون العلمیۃ۔ط/۱۔ریاض:دارالعلمی للنشر والتوزیع۔ص ۳۳۹

۴۲۔ ایضاً۔ص ۳۴۰

۴۳۔ ایضاً۔ص ۳۴۱

۴۴۔ ایضاً۔ص ۳۳۴

۴۵۔ بدران۔بحوالہ بالا۔ص ۴۶۰

۴۶۔ عبدالعزیز بن قاسم۔بحوالہ بالا۔ص ۳۳۵،۳۳۶

۴۷۔ بدران۔بحوالہ بالا۔ص ۴۶۰،۴۶۱

۴۸۔ عبدالعزیز بن قاسم۔بحوالہ بالا۔ص ۳۳۷،۳۳۸